# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 8مارچ، 1960

## میسرز یو پی الیکٹرک سپلائی کمپنی، لمیٹڈ۔

## بنام

## دی ورکمین آف میسرز ایس این چودھری، کنٹریکٹرس و دیگر

(پی بی گجیندر گڈکر اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)۔

**صنعتی تنازعہ-ٹریبونل نے فیصلہ کیا کہ مسئلہ اس کے پاس نہیں بھیجا گیا-دائرہ اختیار-یو۔پی انڈسٹریل ڈسپیوٹ ایکٹ، 1947 (XXVIII، سال 1947)، دفعات 34 (فقرہ) 8، 5.**

اپیل کنندہ کمپنی میسرز ایس ایم چودھری کو اس کے لیے کچھ کام کرنے کے لیے اپنے ٹھیکیداروں کے طور پر ملازمت دیتی تھی اور ٹھیکیدار اپنی باری میں کچھ کارکنوں کو اس کام کو انجام دینے کے لیے ملازمت دیتے تھے جو انہوں نے معاہدے پر لیا تھا۔ ٹھیکیداروں اور ان کے کارکنوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہونے پر کارکنوں کی طرف سے مصالحتی بورڈ کے سامنے درخواست دائر کی گئی جس میں کمپنی اور ٹھیکیدار دونوں فریق تھے اور چار معاملات بھیجے گئے، یعنی دو سال کے لیے بونس کی عدم منظوری، تہوار کی تعطیلات کی عدم منظوری، کمپنی کے کارکنوں کے برابر ان کارکنوں کی کم از کم اجرت کا تعین نہ کرنا اور کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنا۔ مصالحت ناکام ہونے پر حکومت نے تنازعہ کو یو پی انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل کے پاس بھیج دیا جس میں مذکورہ چار میں سے صرف تین نکات کا حوالہ دیا گیا اور کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنے کا سوال نہیں بھیجا گیا۔ اس حوالہ کے فریق ٹھیکیدار اور ان کے کارکن تھے نہ کہ اپیل کنندہ کمپنی۔ تاہم، بعد میں ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے، حکومت نے کمپنی کو تنازعہ میں ایک فریق کے طور پر شامل کیا لیکن تنازعہ کے چوتھے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نکتے کو جو مصالحتی بورڈ کے سامنے تھا، یعنی کنٹریکٹ سسٹم کے خاتمے کو شامل کرکے پچھلے حوالہ حکم میں ترمیم نہیں کی۔ انڈسٹریل ٹریبونل نے متعدد مسائل وضع کیے جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ آیا متعلقہ کارکن اپیل کنندہ کمپنی کے ملازمین تھے یا ٹھیکیداروں کے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ کارکن حقیقت میں اور عملی طور پر کمپنی کے ملازمین تھے۔ خصوصی اجازت کے ذریعے کمپنی کی طرف سے اپیل پر،

قرار پایا گیا، کہ اس طرح کے ریفرنس پر ٹریبونل میں اس سوال کا فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہو سکتا ہے کہ آیا یہ مزدور کمپنی کے ملازم تھے یا ٹھیکیداروں کے، کیونکہ اس طرح کے سوال کو ٹریبونل کو نہیں بھیجا گیا تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 481، سال 5819۔

اسٹیٹ انڈسٹریل ٹریبونل یوپی الہ آباد کے 29 جون 1957 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، حوالہ میں۔ نمبر 98، سال 1956۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت، ایس این: اینڈلے، جے بی داداچنجی، رامیشور ناتھ اور پی ایل ووہرا، اپیل گزاروں کے لیے۔

اے ڈی ماتھر، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

جی سی ماتھر اور سی پی لال، مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے۔

مداخلت کار کے لیے جی این دکشت اور سی پی لال۔

8.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ وانچو، جسٹس نے دیا۔

وانچو، جسٹس - یہ انڈسٹریل ٹریبونل، الہ آباد کے حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔ اپیل کنندہ یو پی الیکٹرک سپلائی کمپنی ہے۔ لمیٹڈ، لکھنؤ، (اس کے بعد کمپنی کہا جاتا ہے)۔ ایسا لگتا ہے کہ کمپنی اپنے لئے کچھ کام کرنے کے لئے میسرز ایس ایم چودھری (جسے بعد میں ٹھیکہ دار کہا جاتا ہے) کو اپنے ٹھیکیداروں کے طور پر ملازم رکھتی تھی۔ ٹھیکیدار اپنے بدلے میں کئی افراد کو اس کام کو انجام دینے کے لیے ملازم رکھتے تھے جو انہوں نے معاہدے پر لیا تھا۔ 1956 میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ٹھیکیداروں اور ان کے کارکنوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا اور 6 جون 1956 کو کارکنوں کی طرف سے مصالحتی بورڈ کے سامنے درخواست دی گئی۔ اس درخواست میں کمپنی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار دونوں فریق تھے اور کارکنوں کے ذریعے چار معاملات مصالحتی بورڈ کو بھیجے گئے تھے، یعنی (i) 1953-54 اور 1954-55 سالوں کے لیے بونس کی عدم منظوری؛ (ii) تہوار کی تعطیلات کی عدم منظوری؛ (iii) ان کارکنوں کی کم از کم اجرت کمپنی کے ملازمین کے برابر نہ مقرر کرنا؛ اور (iv) کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنا۔ مصالحت کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور اس کے بعد اتر پردیش کی حکومت نے یو پی انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ نمبر XXVIII، سال 1947، (اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کے تحت انڈسٹریل ٹریبونل کا حوالہ دیا۔ اس حوالے میں ان چار نکات میں سے صرف تین نکات کا حوالہ دیا گیا جو مصالحتی بورڈ کے سامنے تھے، یعنی بونس، تہوار کی تعطیلات اور کمپنی کے کارکنوں کے برابر ان کارکنوں کو اجرت کی ادائیگی سے متعلق تھے۔ چوتھا نقطہ جو مصالحتی بورڈ کے سامنے اٹھایا گیا تھا (یعنی ٹھیکیدار، کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنا) کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ اس حوالہ کے دو فریق تھے، یعنی- (i) ٹھیکیدار اور (ii) ان کے کارکن۔ اپیل کنندہ اس حوالہ کا فریق نہیں تھا۔ 13 اگست 1956 کو یو پی حکومت کی طرف سے ایکٹ دفعات 3، 5 اور 8 کے تحت ایک اور نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس کے ذریعے کمپنی کو 31 جولائی 1956 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے مذکور تنازعہ میں فریق کے طور پر شامل کیا گیا۔ تاہم، یہ قابل ذکر ہے کہ 31 جولائی 1956 کے حوالے میں جن تنازعات کے معاملات کی وضاحت کی گئی تھی، ان میں ترمیم نہیں کی گئی تھی کیونکہ وہ ایکٹ کے دفعہ 4 فقرہ کے تحت ہو سکتے تھے، مصالحتی بورڈ کے سامنے تنازعہ کے چوتھے نکتے کو شامل کر کے، یعنی کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنا۔ جب یہ معاملہ صنعتی عدالت کے سامنے آیا تو اس نے کئی مسائل وضع کیے اور پہلا اور سب سے اہم مسئلہ اس طرح تھا: "کیا متعلقہ مزدور یو۔ پی الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ، لکھنؤ کے ملازمین ہیں یا میسرز ایس۔ ایم۔ چوہدری، ٹھیکیداروں کے؟"

کمپنی کا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ تنازعہ، اگر کوئی ہو، ٹھیکیداروں اور ان کے ملازمین کے درمیان تھا اور یہ کہ کمپنی اور اس کے کارکنوں کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ اس پر مزید اعتراض کیا گیا کہ کمپنی اور اس کے کارکنوں کے درمیان کسی بھی تنازعہ کو ٹریبونل کے حوالے کرنے کا حکومت کا کوئی درست یا قانونی حکم نہیں تھا اور اس لیے ٹریبونل کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ خوبیوں پر زور دیا گیا کہ متعلقہ کارکن کمپنی کے کارکن نہیں تھے اور کمپنی اور ان کارکنوں کے درمیان آجر اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ملازم کا کوئی تعلق نہیں تھا اور اس لیے کمپنی کو ٹھیکیداروں اور ان کے کارکنوں کے درمیان تنازعہ کا فریق نہیں سمجھا جاسکتا۔

اس لیے یہ واضح ہے کہ ٹریبونل کے ذریعے جس اہم سوال پر غور کیا گیا وہ یہ تھا کہ آیا متعلقہ کارکن کمپنی کے کارکن تھے یا ٹھیکیداروں کے۔ جیسا کہ خود ٹریبونل کہتا ہے، "پورے معاملے کا محور یہ تھا کہ آیا متعلقہ کارکن کمپنی کے ملازمین تھے"۔ ٹریبونل اس سلسلے میں شواہد میں گیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ کارکن حقیقت میں اور عملی طور پر کمپنی کے ملازمین تھے۔

ہمارے سامنے کمپنی کی جانب سے بنیادی دلیل ہے کہ یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ حکومت کے پاس جی او نمبر یو-464(LL) 1954 /(LL) XXXVI-B-257، تاریخ 14 جولائی 1954 کی شق 12 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 5 کے تحت اختیارات تھے۔ کمپنی کو ایک فریق کے طور پر شامل کرنے کے لیے، ٹریبونل کے ذریعے طے شدہ مرکزی مسئلہ اس کے پاس نہیں بھیجا گیا تھا اور ٹریبونل صرف 31 جولائی 1956 کے آرڈر آف ریفرنس میں شامل تنازعہ کے تین معاملات کا فیصلہ کر سکتا تھا۔ لہذا، جہاں تک ٹریبونل حوالہ میں بیان کردہ تنازعہ کے تین معاملات سے آگے بڑھا اور اس سوال کا فیصلہ کیا کہ آیا متعلقہ کارکن کمپنی کے ملازم تھے یا ٹھیکیداروں کے، وہ دائرہ اختیار کے بغیر کام کر رہے تھے کیونکہ یہ معاملہ کبھی بھی اس کے پاس نہیں بھیجا گیا تھا۔

ہماری رائے ہے کہ یہ دلیل غالب ہونا چاہیے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں، مصالحتی بورڈ کے سامنے چار معاملات تھے جن میں کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنے کا سوال بھی شامل تھا۔ مزید برآں مصالحتی بورڈ سے پہلے نہ صرف ٹھیکیدار بلکہ کمپنی بھی ایک فریق تھی، ظاہر ہے کہ کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنے کے سوال کے لیے کارروائی میں فریق کے طور پر کمپنی کی موجودگی ضروری ہوگی۔ تاہم جب حکومت نے 31 جولائی کو تنازعہ کو ٹریبونل کے حوالے کیا تو اس میں چوتھا آئٹم شامل نہیں کیا گیا جو مصالحتی بورڈ کے سامنے تھا جو متنازعہ معاملات میں کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنے سے متعلق تھا۔ اس میں کمپنی کو تنازعہ کے فریقین میں سے ایک کے طور پر بھی شامل نہیں کیا گیا تھا، کیونکہ ریفرنس حکم صرف تنازعہ کے دو فریقین، یعنی ٹھیکیداروں اور ان کے کارکنوں سے مراد ہے۔ اس طرح کے حوالہ پر ٹریبونل میں اس سوال کا فیصلہ کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہو سکتا کہ آیا یہ کارکن کمپنی کے کارکن تھے یا ٹھیکیداروں کے، کیونکہ اس طرح کے سوال کو ٹریبونل کو نہیں بھیجا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ 13 اگست 1956 کو کمپنی کو 31 جولائی کے نوٹیفکیشن کے ذریعے مذکور تنازعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں فریق کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ لیکن متنازعہ معاملات میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی، اور کنٹریکٹ سسٹم کو ختم نہ کرنے کا سوال یا یہ سوال کہ کیا یہ کارکن حقیقت میں اور عملی طور پر کمپنی کے ملازم تھے ایکٹ کے دفعہ 4 فقرہ کے تحت ترمیم کے ذریعے تنازعہ کے معاملات میں شامل نہیں تھے۔ ان حالات میں اس بات پر غور کرنا بے معنی ہے کہ 13 اگست 1956 کو کمپنی کو فریق کے طور پر شامل کرنا قانونی اور درست تھا یا نہیں۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ قانونی اور درست تھا، حقیقت یہ ہے کہ ہماری طرف سے اوپر بیان کردہ مسئلہ نمبر 1 جو بلاشبہ اس معاملے میں سوال کا بنیادی حصہ ہے، ٹریبونل کو بالکل بھی نہیں بھیجا گیا تھا اور 31 جولائی 1956 کے ریفرنس حکم میں بیان کردہ تنازعہ کے تین معاملات سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ ان حالات میں ٹریبونل کا وہ حکم جس کے ذریعے اس نے قرار دیا کہ یہ کارکن کمپنی کے کارکن ہیں، اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ ٹریبونل کا پورا حکم کمپنی کے خلاف ہے اور اس لیے اسے مکمل طور پر دائرہ اختیار کے بغیر الگ کر دیا جانا چاہیے اور ہمیں خوبیوں پر کوئی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اپیل کنندہ کے خلاف ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

**اپیل کی اجازت دی گئی۔**

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document